# 71301- مسجد کسی مخصوص شخصیت سے منسوب کرنے کا حکم

## سوال

معروف ہے کہ مساجد شخصیات کے ناموں سے منسوب کرنا پسند نہیں کیا جاتا اور اسے مکروہ شمار کیا جاتا ہے، اس سلسلہ میں آپ کی رائے کیا ہے ؟

اور اگر ایسا کرنا صحیح ہے تو مسجد سیدہ زینب، مسجد حسین، مسجد احمد الرفاعی کے نام سے مسجد منسوب کرنے کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے ؟

## پسندیدہ جواب

بعض علماء کے ہاں مساجد کے نام شخصیات کے نام پر رکھنا مکروہ ہیں جیسا کہ آپ نے کہا ہے، لیکن جمہور علماء کرام بغیر کسی کراہت کے اسے جائز قرار دیتے ہیں.

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

"باب هل يقال مسجد بني فلان "کیا یہ مسجد بنو فلاں کی ہے کہا جا سکتا ہے کے متعلق باب"

پھر ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی درج ذیل حدیث بیان کی ہے :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تضمیر شدہ گھوڑوں کی ثنیۃ الوداع تک اور بغیر تضمیر گھوڑوں کی ثنیۃ الوداع سے مسجد بنو زریق تک دور کا مقابلہ کروایا، اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما دوڑ میں حصہ لینے والوں شامل تھے"

فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

"اس حدیث سے مسجد کے بانی یا اس میں نماز ادا کرنے والے کی طرف مسجد منسوب کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، اور اس کے ساتھ یہ بھی ملحق ہو سکتا ہے کہ اعمال صالحہ کرنے والے کی طرف اعمال کی اضافت کرنا بھی جائز ہے، مصنف (امام بخاری رحمہ اللہ) نے باب کا عنوان استفھام کے اس لیے ذکر کیا ہے تاکہ متنبہ کیا جا سکے کہ اس میں احتمال ہو سکتا ہے، کیونکہ احتمال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہو، اور یہ اضافت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہوئی ہو، اور یہ بھی احتمال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا ہوا ہو.

لیکن پہلا احتمال زیادہ ظاہر معلوم ہوتا ہے، اور جمہور علماء کرام اس کے جواز کے قائل ہیں، ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے اس کی مخالفت کی ہے، ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے کہ وہ مسجد کو کسی کی جانب منسوب کرتے ہوئے مسجد بنو فلاں اور مصلی بنو فلاں کہنے کو ناپسند سمجھتے تھے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اور یقیناً مسجدیں اللہ تعالی کی ہیں}.

اس کا جواب یہ ہے کہ :

اس طرح کی اضافت اضافت تمیز ہے نا کہ ملکیت کی اضافت." انتہی

اور ابن العربی کا کہنا ہے :

"اگرچہ مساجد بطور شرف اور ملکیت اللہ تعالی کی ہیں، لیکن بطور تعریف اور پہچان انہیں کسی اور کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے، اور فلاں کی مسجد کہا جا سکتا ہے" انتہی

دیکھیں : احکام القرآن (277/4).

اور "المجموع" میں امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

"فلاں کی مسجد کہنے میں کوئی حرج نہیں، بنو فلاں کی مسجد کہنا بطور تعریف اور پہچان ہے" انتہی

دیکھیں : المجموع للنووی (208/2).

اس بنا پر کسی مسجد کو کسی معین شخصیت کی طرف منسوب کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ وہ اس کا بانی ہے، یا پھر وہاں نماز ادا کرتا ہے، اور اسی طرح صرف بطور تعریف اور پہچان کسی مسجد کا نام مسلمان علماء کرام کے نام سے منسوب کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں.

لیکن کسی ایسے شخص کا نام کی طرف مسجد کو منسوب نہیں کرنا چاہیے جو بدعات میں معروف ہو، کیونکہ ایسا کرنے میں اس کی تعظیم اور عوام الناس کو اس طریقہ اور بدعت پر چلنے کی رغبت ہوتی ہے.

واللہ اعلم.